ابرار احمد فاروقی کراچی

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الفاروقی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

پیدائش اور ابتدائی زندگی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نام قطب الدین احمد اور تاریخی نام عظیم الدین ولی اللہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ آپ کی جائے پیدائش قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر (ہند) ہے۔ اہل علم حضرات آپ کی یادگار شایانِ شان مناتے ہیں اور ان کی خدمات جلیلہ کا بیان کرکے آنے والی نسل کے لئے ایک درخشاں نمونہ پیش کرتے ہیں۔ شاہ صاحب موصوف نہ صرف برصغیر کے مایہ ناز سپوت تھے بلکہ تمام عالم اسلام ان کے کارناموں پر بجا طور پر فخر کرتا ہے۔

۴ شوال ۱۱۱۴ھ مطابق ۱۷۰۳ء کو پیدا ہوئے حسب رواج ۵ سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز ہوا۔ ساتویں سال میں قرآن شریف ختم ہوا۔ اور فارسی تعلیم شروع ہوئی۔ دس سال کی عمر میں فوائد ضیائیہ (شرح ملا جامی) پڑھنی جس کے بعد مطالعہ کتب کی استعداد پیدا ہوگئی۔ چودہ سال کی عمر میں شادی ہوئی۔ پندرہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیمؒ سے بیعت ہوئے۔ اور اشغال مشائخ نقشبندیہ کی تعلیم حاصل کی۔ اسی سال تفسیر بیضاوی کا ایک جز پڑھ کر تعلیم سے فراغت حاصل کرلی۔ آپ کے والد بزرگوار نے اس موقعہ پر بطور اظہار خوشنودی عام ضیافت کا انتظام کیا۔ اور درس کی اجازت دی۔

علمی و روحانی ارتفاع آپ بیک وقت جید عالم، کامل صوفی، عظیم الشان سیاست دان اور جلیل القدر حکیم الامت تھے۔ کسی انسان میں اتنی خوبیوں کا جمع ہونا مشکل ہے۔ آپ کے ارشادات نے مسلمانانِ برصغیر میں ایک نئی روح پھونک دی۔ بالخصوص اس دور میں جب کہ مسلمانانِ برصغیر احساس کمتری میں گرفتار تھے۔ مسلمان قوم ان کے عظیم احسانات، فقید المثال قیادت اور نادر الوجود ایثار کے بوجھ سے دبی ہوئی ہے اور رہتی دنیا تک ان کے اعلیٰ دینی، قومی اور ملکی خدمات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

سیاسی افکار شاہ ولی اللہ کے زمانے میں سیاسی ابتری اور انتشار کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ مغلیہ

سلطنت کے تناور درخت کی جڑیں کھوکھلی ہو رہی تھیں۔ تخت نشینی کے لیے آئے دن کشت و خون کا بازار گرم رہتا تھا۔ صوبہ دار مرکز سے باغی ہو رہے تھے۔ امراء و رؤسا آپس میں بہ دست و گریباں تھے۔ شاہ صاحب موصوف نے دہلی میں مندرجہ ذیل دس بادشاہوں کا دورِ حکومت دیکھا۔

۱۔ اورنگ زیب ۱۰۶۸ھ تا ۱۱۱۸ھ دورِ عالمگیری کے آخری چار سال ۱۱۱۴ھ تا ۱۱۱۸ھ

۲۔ شاہ عالم بہادر شاہ اول ۱۱۱۸ھ تا ۱۱۲۴ھ ۳۔ معز الدین جہاندار شاہ ۱۱۲۴ھ تا ۱۱۲۵ھ

۴۔ فرخ سیر ۱۱۲۵ھ تا ۱۱۳۱ھ ۵۔ رفیع الدرجات ۱۱۳۱ھ تین ماہ

۶۔ رفیع الدولہ ۱۱۳۱ھ تین ماہ ۷۔ محمد شاہ ۱۱۳۱ھ تا ۱۱۶۱ھ

۸۔ احمد شاہ ۱۱۶۱ھ تا ۱۱۶۷ھ ۹۔ عالمگیر ثانی ۱۱۶۷ھ تا ۱۱۷۳ھ

۱۰۔ شاہ عالم ثانی ۱۱۷۳ھ تا ۱۲۲۱ھ شروع کے تین سال ۱۱۷۳ھ تا ۱۱۷۶ھ

اورنگ زیب عالمگیر کے انتقال کے وقت شاہ صاحب کی عمر کم و بیش چار سال تھی۔ اور شاہ صاحب نے شاہ عالم ثانی کا دور بھی ڈھائی سال ہی دیکھا۔ اس وقت شاہ عالم مشرقی ہند میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔ اور دہلی کا تخت بادشاہ سے خالی تھا۔ دراصل یہ مغلیہ حکومت کی جان کنی کا عالم تھا۔

امراء و رؤسا سازشوں اور عیش کوشیوں میں مصروف تھے۔ اس پر ان کی چیرہ دستیاں اور سفاکیاں بھی تباہ کن تھیں۔ سید برادران حسین علی خاں اور عبداللہ خان سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ بادشاہ دہلی ان کے اشارۂ چشم ابرو کا منتظر رہتا تھا۔ اور امراء کے آپس کے نفاق نے سکھوں اور جاٹوں کو شمالی ہند اور مرہٹوں کو جنوبی ہند میں سر اٹھانے کا بلکہ حکومتیں قائم کرنے کے مواقع بہم پہنچائے تھے۔

حکومت میں ایران اور ماوراء النہر کے اکابر کا عمل دخل تھا اور انہیں کے طرزِ فکر معاشرت لباس اداب و طریق کو قبولِ عام حاصل ہوا۔ ہر چیز عجمیت کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی۔ معاشرہ کی زوال پذیری اپنی حد کو پہنچ چکی تھی۔ ظاہری نمود و نمائش اور غیر اسلامی رسم و رواج کا دور دورہ تھا۔ مذہبی بدحالی حدِ بیان سے باہر تھی۔ جاہل صوفی اور خوش عقیدہ مولوی عوام کے مقتدا بنے ہوئے تھے۔

شاہ ولی اللہؒ نے معاشرہ کا بھرپور جائزہ لیا۔ اور مسلم معاشرہ کی ذہنی اصلاح کے لیے ایسا مواد مہیا کیا جس سے نہ صرف علوم اسلامیہ کا احیاء ہو بلکہ مسلم معاشرے میں اصلاح کی تحریک شروع ہوئی۔ اور لوگوں کے سوچنے کا انداز بدل گیا۔ شاہ صاحب نے جمود کو توڑا۔ عمل کی دعوت دی۔ قرآن و احادیث کو عام کیا اور مسلمانوں کو اس طرف راغب کیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی سوانح حیات پر روشنی ڈالنا ایسا ہے جیسا کہ سورج کو چراغ دکھایا جائے۔ شاہ

صاحب موصوف کی پاکیزہ زندگی پہ متعدد کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں جن سے افادے کے لئے چشم بینا کی ضرورت ہے۔ ان کے کارہائے نمایاں کو بغور پڑھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق موجود ہو تو ہم اپنے محسنِ اعظم کے افکارِ زریں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

فرزندانِ گرامی | حضرت شاہ ولی اللہؒ نے چار فرزند یادگار چھوڑے جن کے دم سے علم و عمل کا چراغ مزید روشن ہوا۔

۱۔ شاہ عبدالعزیزؒ ۲۔ شاہ رفیع اللہؒ ۳۔ شاہ عبدالقادرؒ ۴۔ شاہ عبدالغنی (والد شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ)

ان بزرگوں نے اسلام اور ملتِ اسلامیہ کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ مغلیہ سلطنت کی مرکزی کمزوری کی وجہ سے بہت سی اسلام دشمن جماعتیں سیاسی روپ میں ابھر آئی تھیں۔ جنہوں نے حکومتِ وقت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ان میں سے ایک سکھوں کا گروہ تھا۔ یہ لوگ پنجاب میں برسرِ اقتدار آ گئے۔ سکھ راج نے مسلمانوں پر ایسے مظالم ڈھائے کہ امن پسند مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ مساجد میں اذانوں کی ممانعت کر دی گئی۔ شاہی مسجد لاہور کو بطور اصطبل استعمال کیا گیا۔ غرضیکہ مسلمانانِ پنجاب پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا۔ وہ اتنے بے بس اور بے حس ہو گئے کہ زبان سے ایک لفظ بھی حکومت کے خلاف نکال نہیں سکتے تھے۔

شمالی ہندوستان جہاں مسلمان سکھوں کی جارحیت و عصبیت سے مضطرب و پریشان تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے پوتے حضرت اسمٰعیل شہیدؒ دہلی سے اور سید احمد شہیدؒ بریلی (یوپی) والہانہ جذبۂ جہاد کے ساتھ پنجاب میں اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کے لئے میدانِ جہاد میں کود پڑے۔

بالاکوٹ (صوبہ سرحد) کے مقام پر سکھوں اور مجاہدینِ اسلام کے درمیان زبردست معرکہ ہوا۔ مجاہدینِ اسلام بڑی بے جگری اور جذبۂ ایمانی سے لڑے۔ ان کی کامیابی بالکل روشن تھی۔ لیکن ایک منافق گروہ نے مجاہدین کو دھوکا دیا اور غداری کر کے لالچ کی وجہ سے دشمن سے جا ملا۔ حضرت اسمٰعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ دیگر مجاہدین کے ساتھ شہید ہو گئے۔ اول الذکر کا مزار ایک پہاڑی پر ہے جب کہ ثانی الذکر اس کے قریب دریائے کنار کے بائیں جانب میدان میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ نیازمند کو بھی ان مزارات کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ سچ ہے۔ زبانِ حال سے گویا ہیں کہ

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

راقم الحروف جیسے ہیچ مداں کے لئے ایک ایسی جلیل القدر شخصیت یعنی حضرت شاہ ولی اللہؒ کی زندگی پہ خامہ فرسائی کرنا آسان نہیں۔ لیکن اپنی بساط کے مطابق اظہارِ جذبات کرنا اپنا فرضِ منصبی سمجھتا ہوں۔

بین الاقوامی شاہکار | ہندوستان میں ایک طرف تو سکھوں کی یلغار تھی اور دوسری طرف برہمنوں کا

سمیں بے پناہ امنڈ رہا تھا۔ اور اہل اسلام ان کے مقابلہ میں بے یار و مددگار تھے۔ لیکن جب غازیان اسلام اور مردان کار کی یہ جمعیت جو دینی جذبہ و ایثار سے تیار ہوئی تھی میدان کارزار میں داخل ہوئی۔ تو تائید ایزدی سے ایک عظیم انقلاب برپا ہوگیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے مرہٹوں کی کمر توڑنے کا عہد کرلیا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے احمد شاہ ابدالی کو چُنا۔ اور مرہٹوں کی سرکوبی کا کام ان کے سپرد کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۷۶۱ء میں پانی پت کے میدان میں مرہٹوں اور احمد شاہ ابدالی کے درمیان گھمسان کا رن پڑا۔ (پانی پت کی تیسری لڑائی) ابدالی اس مجاہدانہ انداز اور بے جگری کے ساتھ دشمنوں کی صفوں میں گھسا کہ مرہٹوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ وہ حملہ کی تاب نہ لاسکے اور عبرت ناک شکست کی ذلت سے دوچار ہونا پڑا۔

اگر احمد شاہ ابدالی کا یہ جہاد عظیم ہندوستان میں کامیاب نہ ہوتا تو مسلمانانِ ہند کی وہی حالت ہوتی جو عیسائیوں نے مسلمانوں کے ساتھ اندلس (اسپین) میں کیا۔ یعنی مسلمانوں کی اس ملک میں بالکل نسل کشی ہوگئی۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ملک یمن میں ایک بزرگ سے ملے۔ بزرگ نے مولانا سے معلوم کیا۔ "آپ کس کے شاگرد ہیں"۔ انہوں نے اپنا سلسلہ تلمذ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ ابن شاہ ولی اللہؒ دہلویؒ تک بیان کیا۔ تو وہ بزرگ بولے ہاں میں جانتا ہوں میرے نزدیک شاہ ولی اللہؒ گویا شجر طوبیٰ ہیں جس طرح جہاں جہاں طوبیٰ کی شاخیں ہیں وہاں جنت ہے اور جہاں آپ کی شاخیں نہیں وہاں جنت نہیں ہے۔ اسی طرح جہاں شاہ ولی اللہ کا سلسلہ ہے وہاں جنت ہے اور جہاں ان کا سلسلہ نہیں جنت نہیں ہے۔ (ماخوذ از حجۃ اللہ البالغہ)۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی ذہانت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آپ کے استاد ابوطاہر مدنی مجددیؒ جیسے معروف محدث کہا کرتے تھے کہ شاہ ولی اللہؒ نے حدیث کے الفاظ مجھ سے سیکھے تھے۔ لیکن حدیث کے معانی و مطالب میں اُن سے سیکھتا تھا — راقم الحروف کے بھائی الحاج مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہہ ضلع مراد آباد (ہند) حضرت شاہ صاحب کی حیات طیبہ پر ایک جامع کتاب تحریر کر رہے ہیں جو تکمیل کے بعد شائقین کے مطالعہ کے لئے پیش کی جائے گی۔ اس سے قبل میرے بھانجے پروفیسر خلیق احمد نظامی سربراہ شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے بعنوان "سیاسی مکتوبات" حضرت شاہ ولی اللہ ایک قابل مطالعہ کتاب لکھی ہے۔ شاہ صاحب کو ڈھائی سو سال گذرنے کے باوجود آج بھی ہماری ذہنی و فکری دنیا میں وہ مقام حاصل ہے جو برصغیر کے کسی اور عالم کو حاصل نہیں۔

وفات شاہ صاحب نے حج بیت اللہ و زیارت حرمین شریفین سے واپس آکر دہلی میں تدریس و تبلیغ اصلاح و تزکیہ کے فرائض انجام دئے اور کم و بیش نصف صدی تک دریائے فیض جاری رہا۔

۲۹ محرم الحرام ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء انتقال فرمایا۔ دہلی میں مہندیوں کے قبرستان میں مدفون ہیں ع

خدا رحمت کند ایں رہنمائے پاک طینت را